میری تمام سرگزشت............

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے بارے میں اگر کہا جائے کہ وہ اس وقت برصغیر کے سب سے بڑے جلیل القدر استادِ حدیث ہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ان کا صرف صحیح بخاری شریف پڑھانے کا عرصہ نصف صدی پر مشتمل ہے ملک اور بیرون ملک کے بڑے بڑے شیخ الحدیث آپ کے تلامذہ کے حلقے میں شامل ہیں، حضرت نے اپنی سوانح زندگی املا کرانا شروع کی ہے، جسے جامعہ فاروقیہ کراچی کے فاضل اور تخصص فی الفقہ کے طالب علم مولوی شمس الحق کشمیری ضبط کر رہے ہیں، اب تک دو ڈھائی سو صفحات ہو چکے ہیں اور یوں خود حضرت کی زبان سے ان کی زندگی کی سرگزشت مرتب ہو رہی ہے، اس سرگزشت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت نے بغیر تصنع وتکلف کے زندگی کے واقعات کو ہو بہو بیان کر دیا ہے، بڑے لوگوں کی سوانح پر لکھی جانے والی کتابوں میں بسا اوقات ایک کمی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ بچپن ہی سے طبعی زندگی سے ماوراء منفرد دکھائے جانے لگتے ہیں، سوانح نگار غالباً عقیدت کی بنیاد پر ایسا کرتے ہیں، لیکن اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا قاری ان کو فطری تقاضوں، طبعی زندگی کی الجھنوں اور گردش لیل ونہار کی ہمہ گیر جکڑ بندیوں سے آزاد دیکھ کر یہ تاثر لے لیتا ہے کہ جو جھمیلے والی زندگی میں گزار رہا ہوں اس میں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا ممکن نہیں، وہ ان کی سوانح کو قابلِ رشک تو سمجھ لیتا ہے، قابلِ تقلید نہیں......لیکن حضرت نے اپنی اس آپ بیتی میں طبعی زندگی کے واقعات کو بغیر کسی آمیزش کے ذکر کر دیا ہے، تعلیم وتربیت اور زمانہ تدریس کے تجربات پر مشتمل یہ پندرہویں قسط نذر قارئین ہے، امید ہے کہ اسے ذوق وشوق سے پڑھا جائے گا۔سوانح یا آپ بیتی کا فی الحال یہ نام اس ناکارہ نے علامہ اقبال کے اس مشہور شعر سے اخذ کیا ہے۔

میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو　　میں کہ مری غزل میں ہے آتش رفتہ کا سراغ

(مدیر)

ایک ناخوش گوار واقعہ:

زمانۂ تدریس مفتاحِ العلوم جلال آباد میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا، دو طالب علموں سے ایک جرم ہوا اور وہ ثابت بھی ہو گیا، ایک طالب علم ''میرٹھ'' کے علاقے کا تھا اور ایک حضرت مہتمم صاحب کا صاحبزادہ تھا، مہتمم صاحب نے اس

مسافر طالب علم کا اخراج کیا اور فرمایا کہ یہ اخراج دائمی ہے اور اس کو مدرسے کے احاطے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے اور اپنے بیٹے کو کوئی سزا نہیں دی، جب کہ مدرسے کے جملہ امور احقر سے متعلق تھے اور حضرت مہتمم صاحب کسی بھی معاملے میں دخل نہیں دیا کرتے تھے، لیکن اس موقع پر انہوں نے از خود فیصلہ کیا اور احقر سے مشورہ تو کجا تذکرہ تک نہیں کیا، جب یہ فیصلہ سامنے آیا تو میں نے تین دن متواتر درخواست کی کہ جو فیصلہ مسافر طالب علم کے لیے کیا ہے، وہی فیصلہ آپ کے صاحبزادے کا بھی ہونا چاہیے، جب کہ جرم دونوں کا ایک ہے اور ثبوت بھی دونوں کے حق میں برابر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها" (أعاذ هاالله منه) کا حوالہ بھی دیا، حضرت الاستاد اپنے فیصلے پر اصرار فرماتے رہے اور فرماتے تھے کہ کیا ہمارا اتنا حق نہیں ہے کہ ہم اپنے بیٹے کو معاف کر دیں، احقر نے عرض کیا، ٹھیک ہے آپ کا یہ حق ہے، تو آپ اپنے بیٹے کی خاطر ہی اس بے وسیلہ طالب علم کو بھی معاف فرما دیجیے، احقر نے خوشامد تک کی، تین دن اصرار کرنے کے باوجود جب حضرت نے اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا اور اس پر اصرار فرماتے رہے، تو احقر نے عرض کیا کہ آپ نے اس مسافر طالب علم کا اخراج کیا ہے، میں آپ کے بیٹے کا اخراج کرتا ہوں اور اس کا اخراج بھی دائمی ہوگا اور یہ مدرسے میں قدم نہیں رکھ سکے گا، واقعہ پورے مدرسے میں مشہور ہو گیا تھا، طلبا اور اساتذہ میں یہ تشویش موجود تھی کہ انصاف نہیں ہوا، اس لیے احقر نے یہ فیصلہ کیا، میری دانست میں تو دونوں کا ایک ہی فیصلہ ہونا چاہیے تھا، چنانچہ میں نے دونوں مجرموں کا ایک جیسا فیصلہ کر دیا۔ واللہ اعلم کہ میرا یہ اقدام درست تھا یا غلط، اس واقعے کے بعد دو سال میں مزید مفتاح العلوم میں رہا اور اس مسافر طالب علم کی طرح مہتمم صاحب کے صاحبزادے کا دائمی اخراج برقرار رہا اور مدرسے میں قدم رکھنے کی بھی ان کو اجازت نہیں ہوئی، لیکن میرے جملہ معاملات حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ حسب سابق برقرار رہے، یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ وہ مسافر طالب علم با قاعدہ پڑھنے والا طالب علم تھا اور حضرت کے صاحبزادے برائے نام طالب علم تھے، ان کو پڑھنے لکھنے سے بالکل دلچسپی نہیں تھی، ان کی مشغولیت اور دلچسپی غلط قسم کے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے میں زیادہ تھی۔

کچھ خدشات

آخر میں مدرسہ مفتاح العلوم میں ایک دل خراش واقعہ پیش آیا، جو میرے مفتاح العلوم چھوڑنے اور پاکستان آنے کا محرک بنا۔ حضرت مولانا کے برادر خورد مولوی سمیع اللہ خان عرف چچا میاں مرحوم، حضرت مولانا جلیل احمد خان صاحب شیروانی کے پاکستان آنے پر شیروانی صاحب کی جائیداد کی نگرانی سے فارغ ہو گئے تھے، یہ جلیل احمد خان صاحب شیروانیؒ عرف پیارے میاں خلیفہ مجاز بیعت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مختار عام کے طور پر کام کرتے تھے، وہ پاکستان آگئے، تو ان کی جائیداد پر کسٹوڈین والوں نے قبضہ کر لیا، یہ بے روزگار ہو گئے اور جلال آباد

آ گئے، انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تدریس بھی کی تھی، مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ علیہ، ان کے ابتدائی کتابوں کے شاگرد ہیں، وہ گم تھلہ مشرقی پنجاب میں مدرس رہے تھے، بعد میں تدریس ترک کر دی تھی اور جلیل احمد خان صاحب شیروانی ؒ کی جائیداد کی دیکھ بھال پر مقرر ہو گئے تھے، شیروانی صاحب ان کے اور حضرت الاستاد کے بہنوئی بھی تھے، صیانۃ المسلمین کے کرتا دھرتا جناب مولانا وکیل احمد خان صاحب عرف مُکن میاں مدظلہ العالی شیروانی صاحب کے صاحبزادے ہیں اور حضرت الاستاد کے بھانجے ہیں، ان کے نکاح میں حضرت الاستاد کی منجھلی صاحبزادی ہیں۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب (چچا میاں) جب جلال آباد آئے تو حضرت نے فرمایا ان کو مدرسے میں رکھ لو، احقر نے معذرت کی اور کہا کہ مجھے ان کے مزاج اور مذاق کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے اور یہ وہاں زمینوں پر کام کرنے والے ملازمین پر حکومت کرتے رہے ہیں، اگر انہوں نے وہی رویہ اختیار کیا تو مفتاح العلوم کا نظام متاثر ہوگا اور یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ مدرسے کے مہتمم ہیں، اس وجہ سے وہ اور زیادہ دلیر ہو کر نظم ونسق میں خلل کا سبب بنیں گے۔ اس لیے میری رائے نہیں ہے کہ وہ یہاں مدرسے میں کام کریں اور بہت سے مدرسے ہیں، آپ ان کو کہیں بھی لگا دیں، مگر ان کو کسی مدرسے میں نہیں لگایا گیا اور مجھ پر اصرار ہوتا رہا کہ ان کو مفتاح العلوم میں رکھ لو، اس طرح دو سال گزر گئے، بالآخر ایک دن میں نے عرض کیا کہ میری رائے تو نہیں ہے، آپ اگر چاہتے ہیں تو رکھ لیجیے۔ میرے برادر خورد مولوی عبدالقیوم خان مرحوم کی رائے بھی حضرت استاد محترم کے موافق تھی، وہ مجھ سے کہتے رہتے تھے کہ جب حضرت کا اصرار ہے تو آپ منع نہ کریں۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چنانچہ اسی دن ان کا تقرر عمل میں آ گیا، چونکہ مدرسے کا مطبخ حضرت کے مکان پر ہی تھا اور مولوی سمیع اللہ خان صاحب (چچا میاں) کا قیام بھی حضرت ہی کے یہاں تھا، اس لیے کچھ دنوں کے بعد مطبخ کا انتظام چچا میاں کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے مطبخ میں بعض طلبا کو خصوصی رعایتیں دینا شروع کر دیں اور اس طرح وہ ان طلبا کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگے، ان کو دراصل تو مجھ ہی سے شکایت تھی کہ میں ان کے تقرر کا مخالف تھا، لیکن وہ میرے خلاف کچھ کرنے پر قادر نہیں تھے، تو انہوں نے مدرسے کے ایک محترم استاد مولانا محمد وجیہہ صاحب کے خلاف محاذ بنایا۔

مولانا مفتی وجیہہ صاحب

مولانا مفتی محمد وجیہہ میرے دوست تھے، وہ مظاہر علوم کے فارغ التحصیل تھے اور دورۂ حدیث میں وہ پہلی پوزیشن پر آئے تھے، مظاہر علوم سے پہلے انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ مولانا محمد مفتی صابر علی صاحب کے پاس تعلیم حاصل کی تھی، جو میراث کے علم میں بہت ماہر تھے، ان کی بعض کتابیں بھی میراث کے موضوع پر چھپی ہوئی ہیں،

سیرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بھی ان کی ایک بہترین تالیف موجود ہے، مولانا محمد وجیہہ مظاہر علوم سے فارغ ہو کر کچھ عرصۂ تھانہ بھاون کی خانقاہ میں مدرس رہے، اس کے بعد وہ ''ہردوئی'' مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں پڑھاتے رہے۔ وہاں سے وہ میری طلب پر مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد گئے تھے اور ان کی حیثیت مدرس دوم کی تھی۔

درجات عالیہ کے اسباق وہ پڑھاتے تھے، ''ہدایہ ثالث''، اور ''مسلم شریف'' بھی انہوں نے جلال آباد میں پڑھائی تھی، وہ ''ضلع رامپور'' کے قصبہ ''ڈانڈ بادلی'' کے رہنے والے تھے، ان کے والد محترم حضرت مولانا محمد عیسیٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، ارواح ثلثہ میں ایک حصہ ان کا ترتیب دیا ہوا ہے، مدرسۂ مفتاح العلوم میں ڈانڈ ابادلی کے کافی طلبا پڑھتے تھے، مولوی حشمت علی صاحب فاضل مظاہر علوم بھی، مدرسہ مفتاح العلوم میں مدرس رہے تھے، ان کے زمانے میں، ڈانڈ ابادلی سے طلبا کی آمد مفتاح العلوم میں شروع ہوئی تھی، مولوی حشمت علی صاحب مفتاح العلوم جلال آباد میں ہمارے ساتھ شرح وقایہ، شرح جامی تک تعلیم حاصل کر چکے تھے، وہ مظاہر علوم سے فارغ ہو کر فنون کے اسباق پڑھنے کے لیے ہمارے ہی زمانے میں دار العلوم دیوبند آئے تھے، وہاں سے فنون کی کچھ کتابیں پڑھ کر وہ ہردوئی کے مدرسے میں مدرس ہو گئے تھے، پھر وہاں سے آ کر جلال آباد میں مفتاح العلوم کے اندر مدرس ہوئے، ان کے مزاج میں سوداویت کا غلبہ شروع سے تھا، جب جلال آباد میں پڑھتے تھے، اس وقت بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے رہتے تھے، اب جتنے مدرسے سے ہو کر یہاں آئے تو اس سوداویت میں کافی اضافہ ہو گیا تھا، چنانچہ ایک دو سال کے بعد ان کو فارغ کر دیا گیا تھا، پھر انہوں نے اپنے وطن میں جا کر مدرسہ قائم کیا تھا، وہاں بھی حالات موافق نہ رہے، اس طرح وہ کبھی کہیں، کبھی کہیں منتقل ہوتے رہے، جم کر انہوں نے کہیں کام نہیں کیا۔ ڈانڈ ابادلی کے دو طالب علم عبد الماجد، جو مولانا وجیہہ کے بہت قریبی رشتے دار تھے اور عبد الغفور مولوی، حشمت علی صاحب کے رشتے دار تھے۔ یہی دونوں ڈانڈ ابادلی کے طلبا میں بڑے تھے، تعلیمی حیثیت سے بھی ان کا مقام نمایاں تھا۔

مفتاح العلوم چھوڑنے کی وجہ

چچا میاں نے ان ہی کو مولانا محمد وجیہہ صاحب کے خلاف استعمال کیا، ان دونوں نے مولانا محمد وجیہہ صاحب کو مختلف طریقوں سے ستانا شروع کر دیا اور ان کے درپے آزار ہو گئے، حالاں کہ وہ ہی ان کے سرپرست بھی تھے۔ اس کے علاوہ مدرسہ مفتاح العلوم کا نظم بری طرح متاثر ہو گیا اور سکون واطمینان کی فضا باقی نہ رہی، میں نے حضرت الاستاذ سے عرض کیا کہ جو خطرات میرے ذہن میں موجود تھے اور میں جناب سے ان کا ذکر کیا کرتا تھا، وہ حقیقت بن کر سامنے آ گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کو فارغ کر دیجیے، حضرت استاد کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ امن وسکون ختم ہو گیا ہے، تو وہ فرماتے تھے کہ تم ان کو علیحدہ کر دو، میں یہ کہتا تھا کہ رکھا تو آپ نے ہے، آپ ہی علیحدہ کریں، میں کیوں علیحدہ کروں؟ یہ شاید میری غلطی تھی کہ میں نے ان کو علیحدہ نہیں کیا اور اس پر اصرار کیا کہ حضرت الاستاذ ہی ان کو علیحدہ کریں، انہوں نے علیحدہ نہیں کیا تو

میرا دل کھٹا ہوگیا اور میں نے مدرسہ مفتاح العلوم چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا اور اس کے لیے کسی مناسب موقع کا منتظر رہا، مولانا فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاذ حدیث دار العلوم دیو بند کے ذریعے شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں اب مدرسۂ مفتاح العلوم جلال آباد میں رہنے پر راضی نہیں ہوں، آپ میرے لیے کسی جگہ کا انتخاب کریں۔ حضرت شیخ الادب صاحب نے جواباً فرمایا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ مولانا مسیح اللہ خان صاحب ان کو مفتاح العلوم جلال آباد چھوڑ کر کسی دوسرے مدرسے میں جانے کی اجازت دیں گے، اس لیے کسی جگہ کا انتخاب کرنا بیکار ہے، یہی صورت حال چل رہی تھی کہ حضرت الاستاذ کا سفر پاکستان کے لیے ہوا۔

دار العلوم اسلامیہ کا عروج وزوال

برادرم مولوی عبد القیوم خان مرحوم بھی حضرت کے رفیق سفر تھے۔ یہ حضرات جب کراچی آئے تو مولانا احتشام الحق تھانویؒ ان کو دار العلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار لے گئے اور یہ پیشکش کی کہ آپ اس دار العلوم کو سنبھال لیجیے، وہاں حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب کیمبلپوریؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ دار العلوم چلا رہے تھے، ان کے ساتھ مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے اختلافات پیدا ہوئے اور اچھے خاصے جمے جمائے دار العلوم میں دو جماعتیں بن گئیں، ایک جماعت مولانا بنوری رحمہ اللہ اور مولانا کیمبلپوریؒ کی تھی اور دوسری جماعت مولانا احتشام الحقؒ، مفتی اشفاق الرحمانؒ، مولانا مالکؒ اور مولوی قمر الحسنؒ کی تھی، ان میں آپس میں کچھ اختلافات پیدا ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا کیمبلپوری اور مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم چھوڑ کر چلے گئے اور دار العلوم اسلامیہ پوری طرح اجڑ گیا، یہی زمانہ تھا کہ جب مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کو پیشکش کی، مولانا نے جواباً فرمایا کہ میرا اصل آدمی جلال آباد میں ہے، اس سے مشورہ ضروری ہے، چنانچہ مولانا نے مجھے خط لکھا کہ یہ صورت حال ہے، تمہاری کیا رائے ہے، مولانا مسیح اللہ خان صاحب ہمیشہ سے پاکستان منتقل ہونے کی خواہش کا ذکر کیا کرتے تھے، یہ واقعہ جب پیش آیا تو ان کی رائے پاکستان آنے کی بن رہی تھی، میں نے ان کو لکھا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ مجھے پاکستان جانے کی اجازت دیجیے، چونکہ دار العلوم اسلامیہ میں دو جماعتوں کے اختلاف کے نتیجے میں یہ دار العلوم ویران ہو چکا ہے، میں وہاں جا کر حالات معلوم کرنے کی کوشش کروں گا، اگر یہ ظاہر ہوا کہ اس خلفشار میں مولانا احتشام الحق تھانوی کی جماعت کی زیادتی ہے، تو آپ کو میں یہاں آنے کا مشورہ نہیں دوں گا اور اگر ان کی زیادتی نظر نہ آئی تو میرا مشورہ یہ ہوگا کہ آپ تشریف لے آئیں اور میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ جلال آباد سے نکلنے کا حضرت الاستاذ کی رضامندی کے ساتھ اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا اور میں پاکستان جا کر دار العلوم اسلامیہ کے حوالے سے جو صورت حال بھی سامنے آئے، وہ اپنی جگہ پر، مگر میں جلال آباد واپس نہیں جاؤں گا۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

مجلس عاملہ کی قراردادیں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مورخہ 4 شعبان المعظم 1428ھ مطابق 18 اگست 2007ء دار العلوم کراچی میں منعقد ہوا، جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی:

نمبر شمار	نام	
۱	حضرت مولانا سلیم اللہ خان مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی نمبر ۲۵	(صدر الوفاق)
۲	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی	(نائب صدر)
۳	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، صدر جامعہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴	
۴	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، نائب صدر جامعہ دار العلوم کراچی	
۵	حضرت مولانا انوار الحق صاحب، نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)	
۶	حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور	
۷	حضرت مولانا زر ولی خان، صدر جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی	
۸	حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان	(ناظم اعلیٰ
۹	حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام پاکستان	
۱۰	حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی، مہتمم دار الفیوض الہاشمیہ سجاول ضلع ٹھٹھہ (سندھ)	
۱۱	حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب، مہتمم دار العلوم الاسلامیہ لاہور	(خازن)
۱۲	حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع خانیوال	
۱۳	حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، مہتمم دار العلوم فاروقیہ راولپنڈی	(ناظم)
۱۴	حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب، مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد	
۱۵	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، مہتمم دار العلوم الحسینیہ شہداد پور (سندھ)	

۱۶ حضرت مولانا ڈاکٹر سیف الرحمٰن صاحب، ناظم جامعہ عربیہ مفتاح العلوم حیدر آباد (ناظم)

۱۷ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، صدر مدرس جامعہ عربیہ انوار العلوم نوشہرو فیروز (سندھ)

۱۸ حضرت مولانا عطاء اللہ شہاب صاحب، استاد جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام گلگت

۱۹ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ شیر گڑھ ضلع مردان (سرحد)

۲۰ حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب، مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

۲۱ حضرت مولانا عبد المجید صاحب، مہتمم مدرسہ قاسمیہ مظفر گڑھ

۲۲ حضرت مولانا قاری خبیب احمد صاحب، مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

۲۳ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب، مہتمم دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال

۲۴ حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مہتمم جامعہ مدنیہ بہاولپور

۲۵ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن مانسہرہ

۲۶ حضرت مولانا مفتی صلاح الدین صاحب، مہتمم دار العلوم چمن (بلوچستان)

۲۷ حضرت مولانا قاضی محمود الحسن صاحب، مہتمم دار العلوم الاسلامیہ مظفر آباد (آزاد کشمیر)

۲۸ حضرت مولانا سعید یوسف صاحب، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن پلندری (آزاد کشمیر)

اجلاس میں سانحہ لال مسجد، اس سے پیدا ہونے والے مسائل اور اس سلسلے میں مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی روشنی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے کردار پر مفصل غور وخوض کیا گیا، اور مجلس عاملہ نے مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کیں:

۱۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ پر ظالمانہ اور وحشیانہ آپریشن کی پرزور مذمت کرتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے سپریم کورٹ میں اس کے ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کی مکمل حمایت کرتا ہے۔

۲۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سانحے میں لاپتہ افراد کو فوری طور پر بازیاب کرے اور مولانا عبد العزیز و دیگر گرفتار شدگان کے خلاف جھوٹے مقدمات ختم کر کے انہیں فوری طور پر رہا کرے۔

۳۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ لال مسجد میں مولانا عبد العزیز کو امام وخطیب مقرر کر کے مسجد کو نمازوں کے لیے فوری طور پر کھولا جائے۔

۴۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جامعہ حفصہؓ کے انہدام کی بلا جواز کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے، جس کے ذریعے آپریشن میں روا رکھے جانے والے ظلم و بربریت کی شہادتیں مٹانے کی کوشش کی گئی ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت جامعہ حفصہؓ کی عمارت از سر نو تعمیر کرے اور وہاں درس وتدریس کے سلسلے کو بحال کیا جائے۔

۵۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ جامعہ فریدیہ کا محاصرہ فوری طور پر ختم کر کے وہاں تعلیمی سرگرمیوں کو بحال کیا جائے۔

۶۔ مجلس عاملہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مندرجہ بالا تمام مطالبات پر عملدرآمد کرانے کے لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایک طرف مضبوط قانونی اور عدالتی کارروائی کرے گا اور دوسری طرف رائے عامہ کو منظم کرنے اور ان مطالبات کو موثر بنانے اور منوانے کے لیے ملک گیر احتجاجی مہم چلائے گا، جس کے تحت ملکی، صوبائی اور ضلعی سطح پر علماء کنونشن منعقد کیے جائینگے۔اس سلسلے میں پہلا کنونشن یکم ستمبر 2007ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوگا۔

۷۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ان تمام کوششوں کی بھرپور حمایت کرتا ہے جو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی اعلیٰ قیادت نے جامعہ حفصہؓ کے معاملہ میں مختلف مراحل پر سرانجام دیں اور ان پُرخلوص کوششوں کو حکومت کی طرف سے جس طرح سبوتاژ کیا گیا اس کی پرزور مذمت کرکے اس بات کا واضح اعلان کرتا ہے کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ پر وحشیانہ آپریشن کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، اور اس سلسلہ میں بعض حلقوں کی طرف سے وفاق المدارس پر جو اعتراضات کیے جارہے ہیں وہ اس سانحے کے اصل ذمہ داروں سے توجہ ہٹانے کی کوشش میں کیے جارہے ہیں۔

۸۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی موجودہ قیادت پر مکمل اور بھرپور اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور جن بعض عناصر نے مجلس شوریٰ کے فیصلے کے برخلاف، وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا اس کی قیادت کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ بیانات دیئے یا فتنہ انگیز اقدامات کیے، ان کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ درحقیقت ان اقدامات سے دینی مدارس کے مضبوط اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کی جارہی ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہوگی۔

۹۔ ملک بھر کے دینی مدارس میں تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار طلبہ وطالبات نے جس یکجہتی ویکسوئی سے وفاق کے تحت منعقدہ امتحانات میں شرکت کی، اس پر مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ان تمام مدارس کے منتظمین، اساتذہ اور طلبہ وطالبات کو مبارکباد پیش کرتا ہے، جنہوں نے اپنے اس نظم وضبط اور اتحاد سے نہ صرف وفاق المدارس العربیہ پاکستان پر اپنے مضبوط اعتماد کا اظہار کیا ہے بلکہ ان کوششوں کو بھی مسترد کردیا ہے جو وفاق کے اتحاد میں رخنہ اندازی کے لیے کی گئی تھیں۔

۱۰۔ وفاق کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تمام دینی مدارس سے یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیمی وتبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہوں اور اس پرآشوب دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت حاصل کرنے کے لیے رجوع الی اللہ، کثرت ذکر اور دعاؤں کا اہتمام کریں جو ان دینی مدارس کا اصل سرمایہ اور اس کی اصل متاع ہیں۔

☆......☆......☆